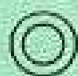
وَالسَّابِقُونَ الاَوَّلُونَ مِنَ المُهَاجِرِينَ وَالاَنصَار



امیرُ المومنینؔ خلیفۃُ المسلمین

فاتح خیبر، خلیفہ راشد، دامادِ رسول

سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مسلمانوں کے خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کے حالات و

سوانح پر مشتمل نہایت خوبصورت اور جامع مجموعہ



ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رفیق پیغمبرؐ داماد رسولؐ

خلیفہ چہارم

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خاندان: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاندان بنی ہاشم ہے۔ قریش مکہ میں اس خاندان کا مقام و مرتبہ نہایت ممتاز تھا۔ حرم کعبہ کی خدمت اسی خاندان کے ذمہ تھی۔

(البدایہ ج ۲ صفحہ ۲۵۴)

بنو ہاشم کا اس سے بھی بڑا اعزاز یہ تھا کہ دنیا کے سب سے بڑے سردار اور مقصود کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی خاندان میں پیدا کئے گئے۔ یہ خاندان حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے اسماعیلؑ کی مکہ مکرمہ میں آمد کے بعد سے اسی دیار میں آباد تھا۔ قریش کے دیگر خاندانوں میں بنو ہاشم ہی سب سے زیادہ ممتاز اور بزرگی کے حامل تھے۔

والد کا نام ونسب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عبد مناف اور ان کی کنیت ابو طالب تھی۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ علی بن ابو طالب (عبد مناف) بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

مزید شرف: حضرت علی ؓ کے والد ابو طالب عبد مناف اور حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ حقیقی بھائی تھے۔ ابو طالب عبد مناف، عبداللہ اور زبیر عبدالمطلب کے تینوں بیٹے، فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کے بطن سے تھے۔

(البدایہ ج ۲ صفحہ ۲۸۳

والدہ: حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جن کی شادی ہاشمی خاندان میں ہوئی اس طرح آپ نجیب الطرفین ہاشمی ٹھہرے۔ آپؓ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان کے کفن دفن کے انتظامات فرمائے اور اپنا قمیض مبارک ان کے کفن میں شامل فرمایا تو قبر تیار ہونے کے بعد پہلے خود قبر میں داخل ہوئے۔

(اسد الغابہ تحت فاطمہ بنت اسد

برادران اور خواہران: ابو طالب کے چار فرزند تھے، طالب، عقیل، جعفر اور علی نسب قریش میں ہے کہ چاروں بیٹوں کی پیدائش کے دوران دس دس برس کا وقفہ تھا۔

عقیل کے ایک بیٹے کا نام یزید تھا جس کی وجہ سے ان کی کنیت ابو یزید تھی۔

(طبقات بن سعد ج ۴ صفحہ ۲۹

طالب غزوہ بدر میں کفار کی جانب سے تھے اور کفر پر موت آئی۔ باقی تینوں بھائی اسلام سے مشرف ہوئے۔ عقیل نے صلح حدیبیہ کے بعد جعفر نے ابتدائی بیس آدمیوں میں اور حضرت علیؓ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۹

بہنیں: حضرت علی کی حقیقی بہنیں دو تھیں ام ھانی فاختہ بنت ابو طالب اور جمانیہ بنت ابو طالب۔

ولادت: حضرت علی ؓ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کی ولادت شعب بنو ہاشم میں ہوئی (الاصابہ ابن حجرؒ ج ۴ صفحہ ۱۴۳) آپ کی ولادت کے بارے علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کعبہ میں آپ کی ولادت کا قول نقل کیا ہے لیکن علماء کی اکثریت نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم ولادت کعبہ کے قول کو تسلیم بھی

کر لیا جائے تو بھی یہ کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت خدیجہ کے بھانجے حکیم بن حزام بھی حضرت علی سے کئی سال پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے تھے آنحضرت ؐ کی کسی حدیث نے کعبہ کی پیدائش کو عظمت کا حامل قرار نہیں دیا۔

یہ ایک اتفاقی واقعہ ہے کیونکہ خانہ کعبہ عبادت خانہ ہے ولادت خانہ نہیں ہے۔

سن ولادت: حضرت علی آنحضرت ؐ کی ولادت کے تیس سال بعد پیدا ہوئے۔

نام: ولادت کے بعد آپ کی والدہ نے آپ کا نام اسد اور ابو طالب نے علی رکھا۔ آپ کے القاب (اسد اللہ۔ حیدر۔ المرتضیٰ) ہیں۔ کنیت ابو تراب مشہور ہوئی۔

تربیت: حضرت علی دو سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کے گھر آئے اور یہیں آپ کی تربیت ہوئی۔ جب آنحضرت ؐ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔

ہجرت: آنحضرت ؐ کی زندگی کا مشکل ترین دور بعثت کے بعد ۱۳ سالہ مکی دور تھا۔ اس دور میں آپ ؐ پر مصائب کے جھکڑ آئے، مشکلات کی وادی میں آپ ؐ کو صحابہ کرام ؓ سمیت اتارا گیا۔ صحابہ کرام ؓ کو جانگسل عواقب اور المناک تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا حکم ہوا۔ اس موقع پر آپ ؐ نے جس رات مکان سے ہجرت کا آغاز کیا وہ بھی تاریخ اسلام کا انوکھا عنوان ہے۔ شب ہجرت آپ ؐ نے اپنے بستر پر حضرت علی ؓ کو سلایا۔ لوگوں کی امانتیں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں اور آپ ؐ خود حضرت ابوبکر ؓ کو ان کے گھر سے ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق مکہ مکرمہ تین روز قیام کرنے کے بعد مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ جب حضرت علی ؓ مدینہ منورہ پہنچے اس وقت آپ قبا میں ہدم بن کلثوم کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ حضرت علی ؓ یہیں سے آپ کے قافلے میں شریک ہو گئے۔ (البدایہ ج ۳ ص ۱۷۷)

مواخات: جب آنحضرت ﷺ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے ایک خصوصی حکمت عملی کے تحت دو دو آدمیوں میں مواخات قائم کی۔ یہ برادرانہ ربط معاشی اور معاشرتی اتار چڑھاؤ کو ختم کرنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ مہاجرین اور انصار میں یہ ربط جب قائم ہوا تو حضرت علی ؓ کی مواخات سہل بن حنیف انصاری کے ساتھ ہوئی۔ (از خطیب بغدادی صہ ۷۰)

غزوہ بدر میں شرکت: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔
آپ ؓ نے نہایت جرات و بسالت اور اعلیٰ شجاعت کے تاریخی کارنامے سرانجام دیئے جس سے اسلام کی تاریخ روشن ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جنگ احد میں ابتدائی مبارزت میں جن تین افراد کو سب سے پہلے میدان میں اترنے اور بالمقابل موجود کو ناکوں چنے چبوانے کا حکم دیا ان میں حضرت حمزہ ؓ اور حضرت عبیدہ ؓ کے ساتھ تیسرے حضرت علی ؓ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ ؓ نے تمام جنگوں بالخصوص احد اور خیبر میں شجاعت و بہادری کے ایسے ایسے جوہر دکھائے جو اسلامی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت علی ؓ کی جرات و بسالت تاریخ اسلام میں درخشندہ آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے۔
(البدایہ ج ۳ صفحہ ۲۷۳)

حضرت علی ؓ کا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نکاح اور زوجین کی عمر

(از سیرۃ علی المرتضیٰ مولانا محمد نافع صاحب)

ماہ رجب ۲ ہجری میں حضرت علی ؓ کا نکاح سیدہ فاطمہ ؓ کے ساتھ آنجناب ؐ نے کردیا تھا اور نکاح کا مہر چار صد مثقال مقرر کیا گیا۔

علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علی ؓ کی عمر اکیس (۲۱) یا چوبیس برس کی تھی اور حضرت زہرا ؓ کی عمر علی الاختلاف اقوال پندرہ، اٹھارہ یا انیس سال کے قریب تھی۔
(شرح مواہب اللدنیہ ج ۲ صفحہ ۳)

مجلس نکاح: انعقاد نکاح کے لئے یہ بابرکت اجتماع بالکل سادہ، تکلفات زمانہ سے مبراء اور رسومات مروجہ سے خالی تھا۔ اس مبارک نکاح کی تقریب میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سیدنا فاروق اعظم ؓ سیدنا عثمان ذوالنورین ؓ اور دیگر صحابہ کرام ؓ شامل تھے اور

شاہد نکاح تھے۔ اہل سنت و شیعہ علماء دونوں نے ان بزرگوں کی شمولیت و شہادت نکاح کو درج کیا ہے اور خطبہ نکاح جناب نبی اکرمؐ نے پڑھا۔

(ذخائر العقبیٰ المحب الطبری ص ۳۰ باب ذکر تزویج فاطمہؓ)

جہیز: طبقات ابن سعد اور مسند احمدؒ کی روایات کی روشنی میں رخصتی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے موقع پر آپ کو جو جہیز دیا گیا وہ ایک چارپائی' ایک بڑی چادر' چمڑے کا تکیہ (جو کھجور کی چھال یا خوشبودار گھاس اذخر سے بھرا ہوا تھا) ایک مشکیزہ' دو کوزے اور ایک آٹا پیسنے کی چکی پر مشتمل تھا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے خانہ مبارک میں شادی کے موقعہ پر یہ مختصر سامان زاہدانہ معیشت کے لئے کافی اور مکتفی تھا۔ جہانداری کی زیب و زینت کا کوئی نشان تک نہ تھا اور اہل ثروت کا سامان تعیش مفقود تھا اور متمولین جیسی آرائش معدوم تھی۔

(مسند احمدؒ ج ۱ صفحہ ۱۰۴ تحت مسندات علویؓ)

حصول مکان اور رخصتی: نبی اقدسؐ نے حضرت علیؓ کے سکونتی مکان کے لئے اپنے ایک صحابی حارثہ بن نعمانؓ کے مکان کا ذکر فرمایا۔ حارثہؓ پہلے بھی آنجنابؐ کی خاطر ایک مکان پیش کر چکے تھے۔ تو اس دفعہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے لئے حارثہؓ بن نعمان سے پھر ایک مکان لینے میں آپ کو تردد ہوا۔ یہ بات جب حارثہؓ تک پہنچی تو حارثہؓ بن نعمان نے خود آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض داشت پیش کی کہ

"یارسول اللہ ﷺ میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے حاضر ہے جو مکان آپؐ مجھ سے حاصل فرمائیں گے وہ میرے لئے اس مکان سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو آپؐ میرے لئے چھوڑیں گے۔"

تو آنحضرتؐ نے ان کا مکان حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ کے لئے قبول فرمایا اور دعائے خیر کے کلمات کہتے ہوئے فرمایا بارک اللہ علیک ایا فرمایا بارک اللہ فیک اس کے بعد اس مکان میں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی رخصتی کا انتظام کیا گیا اور مکان کی تیاری کے سلسلہ میں صفائی اور دیگر ضروری انتظامات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت ام سلمہؓ کی معاونت سے مکمل فرمائے۔ مکان کی تیاری کے بعد ذوالحجہ ۲ ہجری

میں سردار دو جہاں ؐ نے اپنی لخت جگر فاطمہ ؓ کو حضرت علی ؓ کے اس مکان کی طرف اپنی خادمہ ام ایمن ؓ کی معیت میں پیادہ پا روانہ فرمایا اور اس طرح خاتون جنت ؓ کی رخصتی اس سادہ سی تقریب کی صورت میں مکمل ہوئی۔ جس میں مروجہ رسومات کا کوئی شائبہ تک نہ تھا اور یہ عمل امت کے لئے تعلیم کا بے مثل نمونہ تھا۔ اس موقعہ کے متعلق حضرت عائشہ ؓ اور حضرت جابر ؓ فرمایا کرتے تھے۔

وما ارینا عرسا احسن من عرس فاطمة ؓ

یعنی فاطمہ ؓ کی شادی سے بہتر اور عمدہ ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔

دعوت ولیمہ: رخصتی کی اس مبارک تقریب کے بعد دعوت ولیمہ کا مختصر سا انتظام کیا گیا جس میں جو کی روٹی، کچھ کھجور اور پنیر سے اپنے احباب کے لئے دعوت طعام ترتیب دی گئی۔ یہ اس بابرکت شادی کا متبرک ولیمہ تھا جس میں نہ تکلف تھا نہ تصنع اور نہ ہی قبائلی تفاخر مد نظر تھا۔ دعوت ولیمہ ایک سنت طریقہ ہے۔ اس سنت کو نمود و نمائش کے بغیر نہایت سادگی سے ادا کیا گیا اور اہل اسلام کے لئے اس میں عملی نمونہ پیش کیا گیا۔

(تاریخ الخمیس ج ۱ صفحہ ۴۱۱ تحت بناء علی ؓ بہ فاطمہ ؓ)

دعائیہ کلمات: جب انتظامی مراحل مکمل ہو گئے اور رخصتی بھی ہو چکی تو آنحضرت ؐ حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور سیدہ فاطمہ ؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر مناسب حال نصائح و ہدایات ارشاد فرمائیں اور زوجین ؓ کے لئے یہ دعائیہ کلمات کہے۔

اللھم بارک فیھما و بارک علیھما و بارک لھما و النسلھما

یعنی اے اللہ! زوجین کے مال و جان میں برکت عطا فرما اور ان کی اولاد کے حق میں بھی برکت فرما۔

(الاصابہ لابن حجرؒ ج ۴ صفحہ ۳۶۶ تحت فاطمۃ الزہراء ؓ)

(بحوالہ کتاب علی المرتضیٰ ۳۰ از مولانا محمد نافع صاحب)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ .... خلفاء ثلاثہ کے دور میں

عہد صدیقی: نبی اقدس ﷺ کے وصال کے بعد "صدیقی عہد" اسلام میں سب سے اعلیٰ دور ہے۔ اس وقت احیائے دین اور بقائے ملت کے استحکام کی شدید ضرورت تھی۔ ان اہم مراحل میں دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان میں سے یہاں ہم نے یہ چند ذکر کر دی ہیں۔ مثلاً

۱)..... مرکز اسلام "مدینہ طیبہ" کی نگرانی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کردار۔

۲)..... مقام ذوالقصہ کی طرف خلیفہ اول کا اقدام اور علوی تعاون۔

۳)..... خلیفہ کے ساتھ علوی روابط

۴)..... تقسیم اموال و غنائم میں حضرت علیؓ کی تولیت۔

۵)..... اہم دینی مسائل میں آپ سے مشاورت۔

۶)..... دیگر انتظامی امور میں مشاورت۔

۷)..... تدوین قرآن کے کارنامے کی تائید و توثیق۔

۸)..... اموال غنائم کا حصول اور حضرت علیؓ کا کنیزوں کا قبول کرنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ صدیقی دور میں اسلام کے تمام اہم امور میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ان سے پوری طرح متفق رہے اور ان کے کارناموں میں ان کے ساتھ متحد و متعاون رہے۔ حضرت علیؓ کی قولی و فعلی زندگی عہد صدیقی میں واضح طور پر شہادت دیتی ہے کہ اس دور کے تمام دینی و انتظامی مسائل بالکل درست تھے اور حضرت علیؓ کا ان کے ساتھ کاملاً اتفاق تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت ان کے نزدیک باطل نہیں تھی، برحق تھی۔ جو حضرات، حضرت علیؓ کے ان اقوال و افعال کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں اور مجبوری و مصلحت بینی کی زندگی قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے حضرت علیؓ کے ارفع مقام کو اور ان کے اعلیٰ اخلاق و کردار کو گوناگوں اعتراضات کے ساتھ داغدار کر دیا ہے۔

(از سیرۃ علی المرتضیٰ صفحہ ۱۶۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے اور فرماتے تھے قاتلین حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی فوج میں گھسے بیٹھے ہیں۔ حضرت علیؓ اگر ان سے قصاص لیں تو اہل شام میں سے سب سے پہلے میں علی المرتضیٰ کی بیعت کروں گا۔ حضرت معاویہؓ کی سیاسی بصیرت اور نظر و فکر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ جب ان کے ذہن میں تھا کہ حضرت علیؓ میں تمام شرائط خلافت موجود ہیں۔ صرف ایک مطالبہ ان کی بیعت میں حائل ہے۔ تو اب کسے حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے بارے میں کہے کہ آپ سیاسی حیثیت سے کمزور تھے اور آپ کا سیاسی وزن نسبتاً کم تھا۔ حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوامامہؓ جب فریقین میں رفع نزاع کی کوشش کر رہے تھے تو آپ نے انہیں کہا حضرت علیؓ کو میری طرف سے جا کر بتلا دو۔

فقولا له فليقد من قتله عثمان ثم انا اول من بايعه من الشام

ترجمہ: آپ کہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو سزا دیں پھر پہلا میں ہوں جو اہل شام میں سے ان کی بیعت کرے گا۔ آپ (حضرت معاویہؓ) جب بھی حضرت علیؓ کا ذکر کرتے تو انہیں ابن عمی (میرے چچا زاد بھائی) کہہ کر ذکر کرتے۔

جو لوگ اصطلاحات عرب سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ الفاظ کس پیار کے انداز میں کہے جاتے ہیں اور یہ کس نظر و فکر کا پتہ دیتے ہیں۔

جب حضرت معاویہؓ اور سیدنا حضرت علیؓ میں اختلافات چل رہے تھے تو شاہ روم نے سلطنت اسلامی پر حملے کی ٹھانی اور سمجھا کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ میرا ساتھ دیں گے حضرت معاویہؓ نے اسے وہ مشہور پیغام لکھا جس کا آغاز "او رومی کتے" سے ہوتا ہے۔

والله لمن لم تنته وتجع الى بلادك بالعين لا صطلحن انا وابن عمى

ترجمہ: بخدا اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور اپنے علاقے کو واپس نہ لوٹا تو اے لعین میں اور میرا چچا زاد بھائی (علیؓ) مل جائیں گے اور میں تجھے تیرے ملک سے نکال کر دم لوں گا اور زمین جو وسیع پھیلی ہے تجھ پر تنگ کردوں گا۔

حضرت علی کے علم و فضل کا اقرار

حضرت معاویہؓ کو جب حضرت علیؓ کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو بے اختیار رو پڑے آپؓ کی اہلیہ نے کہا آپ تو ان سے لڑتے رہے ہیں۔ ان پر رونا کیسا؟ آپ نے فرمایا تجھے کیا پتہ آج دنیا کس قدر علم و فضل اور ذخیرہ فقہ سے محروم ہو گئی ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

لما جاء خبر قتل علی الی معاویۃ جعل یبکی فقالت له امرائته تبکیه و قد قاتلته؟ فقال و یحک انک لا تلدین ما فقد الناس من الفضل و الفقه و العلم

(ترجمہ) جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کے قتل کی خبر پہنچی تو رونے لگے آپؓ کو آپؓ کی بیوی نے کہا آپؓ ان پر رو رہے ہیں آپ تو ان سے لڑتے رہے ہیں آپ نے فرمایا تیرا برا ہو تو نہیں جانتی آج لوگوں نے کس قدر علم و فضل اور فقہ کو کھو دیا ہے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت علیؓ فقہاء صحابہ میں سے تھے اور فقہ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ جو خود بڑے فقیہ تھے جب آپ حضرت علیؓ کی فقاہت کے قائل اور اس درجہ معترف ہیں تو آپ اندازہ کریں اہل فن کی شہادت مشہود لہ کی فنی شان کو کس قدر دوبالا کرتی ہے۔

حضرت علیؓ کے شاگردوں میں ضرار اسدی سے کون واقف نہیں ضرار حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت معاویہؓ نے کہا کچھ حضرت علیؓ کے بارے میں کہیں؟ اس نے کہا آپ مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہوگا حضرت معاویہؓ نے پھر اصرار کیا کہ تجھے کچھ نہ کچھ بتلانا ہی ہوگا پھر اس نے آپ کے کچھ اوصاف بیان کئے اور حضرت معاویہؓ رو پڑے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی

تقریباً سبھی شارحین نہج البلاغہ نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

وکان ضرار من اصحابہ علیہ السلام قد خل علی معاویۃ بعد موۃ فقال صفا لی عبا فقال اور تعافینی عن ذلک فقال واللہ لتفعلن فتکلم بھدا الفضل قبلی معاویہ حتی خصلت لحیۃ

(ترجمہ) ضرار حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد وہ معاویہؓ کے پاس آئے امیر معاویہؓ نے اسے کہا حضرت علیؓ کی کوئی صفت بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپ مجھے اس سے معاف رکھیں آپ نے کہا تجھے ایسا کرنا ہوگا اس پر اس نے (ضرار نے) آپ کے علم و فضل کو بیان کیا یہاں تک کہ معاویہؓ رو پڑے اور آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی)۔

نہایت افسوس ہے کہ کوفہ کے لوگوں نے تقیہ کا مسئلہ ایجاد کر کے علم کے اس بیش بہا ذخیرے کو یونہی ضائع کر دیا ہر باب میں ان سے دو دو روایتیں چلنے لگیں خود حضرت علیؓ کے شاگردوں کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ کس قدر علم صحیح مشتبہ کر دیا گیا ہے امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:۔

عن الاعمش عزابی اسحق قال لما احد ثو اتلک الاشیاء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلھم اللہ اتعلم افسدوا

(ترجمہ) حضرت علیؓ کے بعد جب لوگوں نے ان کے نام سے ایسی باتیں گھڑیں تو حضرت علیؓ کے ایک شاگرد نے کہا خدا ان لوگوں کو غارت کرے کتنا علم ان لوگوں نے فاسد کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کے علم کو اس درجہ مشتبہ کر دیا کہ اب ان کی وہی روایات لائق اعتبار سمجھی جاتی ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد حضرت علیؓ سے روائیت کریں کوفہ میں محفوظ علمی مسند حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہی رہ گئی تھی حضرت علیؓ کا دارالحکومت یہی کوفہ تھا آپ جن لوگوں میں گھرے تھے انہوں نے آپ کی طرف وہ کچھ منسوب کر ڈالا کہ حضرت ابن عباسؓ جب ان مسائل کو دیکھتے تو صاف کہہ دیتے کہ حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ ہرگز نہ کیا ہوگا یہ تو غلط ہے حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں۔

لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث الا من اصحاب عبداللہ بن مسعود"

(ترجمہ) حضرت علیؓ کی وہی حدیث صحیح سمجھی جاتی ہے جو آپؓ سے حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے روایت ہے۔ اس وقت اس سازش پر بحث نہیں کہ آل یہود نے کس بے دردی سے اس ذخیرہ علم کو ضائع کیا صرف یہ ہے کہ آپؓ کے حضرت امیر معاویہؓ جیسے شدید سیاسی مخالف نے بھی آپؓ کے علم و فضل کا صریح لفظوں میں اقرار کیا ہے اور یہ بات حضرت علیؓ کا ایسا جلی وصف ہے جو ہر موافق و مخالف سے خراج تحسین حاصل کر رہا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ واقعی باب علم (علم کا دروازہ) تھے۔

حضور ﷺ سے روایت انا مدینة العلم و علی بابها یا انا دارالحکمتہ و علی بابها ثابت ہو نہ ہو لیکن اس حقیقت کے اعتراف سے چارہ نہیں کہ آپ واقعی علم کا دروازہ تھے۔

یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ صرف یکطرفہ ٹریفک تھی۔ نہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھلے طور پر کہتے تھے کہ ہم ایمان میں ان سے بڑھ کر نہیں اور وہ ایمان میں ہم سے زیادہ نہیں معاملہ برابر کا سا ہے ہمارا اختلاف صرف خون عثمانؓ کے بارے میں ہوا اور خدا جانتا ہے کہ ہم اس سے بری ہیں اس میں یعنی ان کے قاتلوں کو پناہ دینے میں ہمارا کوئی دخل نہیں ہے۔

شریف رضی (۴۰۴ھ) لکھتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان ربنا واحد و نبینا واحد و دعوتنا فی الاسلام واحدة لانستزید هم فی الایمان باللہ و التصدیق برسوله ولا یستزیمو ننا الامر واحد

(ترجمہ) ہم دونوں ایک رب اور ایک نبی کے ماننے والے ہیں اسلام میں ہم دونوں فریق کی دعوت ایک ہے۔ ہم ان سے ایمان باللہ اور تصدیق رسالت محمدیہ میں کسی اور چیز کے طالب نہیں اور نہ وہ ہم سے (ایمانیات میں) کسی اور چیز کا اضافہ چاہتے ہیں۔ ہمارا اور ان کا (امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا) معاملہ ایک ہے۔

دیکھئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کس دل سے اپنے آپ کو اور حضرت معاویہ

رضی اللہ عنہ کو ایک مقام پر لا کھڑا کیا ہے اور کس صفائی سے اپنے ایمان کو اور اہل شام کے ایمان کو یکساں بتلایا ہے آپ فرما رہے ہیں کہ رسالت محمدیہ کا پروانہ ہونے میں ہم دونوں ایک ہیں اور ہمارا امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے کوئی دینی اختلاف نہیں امور سلطنت میں جو اختلاف ہے وہ اور نوع کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ موقف ہم نے سرسری طور پر ذکر کیا ہے اصل موضوع یہ تھا کہ حضرت علیؓ حضرت امیر معاویہؓ کی نظر میں کیسے تھے۔ سو الحمد للہ اس پر ہم پہلے شہادت پیش کر چکے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

حضرت علی المرتضیٰؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تربیت کے لئے تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر مبارک دو سال تھی وفات رسول کے وقت آپ ۲۹ سال کے تھے اس طرح ۲۷ سال تک آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت فیض سے اعلیٰ کمالات اور عمدہ صفات کا حظ وافر پایا ...... بچوں میں سب سے پہلے آپ مسلمان ہوئے، آپ اسلام کے اولین مسلمانوں میں تیسرے نمبر پر تھے۔

تمام قرآنی آیات جن میں صحابہ کرامؓ کے سابقین اور اولین گروہ کے فضائل ہیں ان تمام سے آپ کی فضیلت آشکار ہو رہی ہے۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جنت، رضامندی اور اعلیٰ نعمتوں کی بشارت دی گئی ہے اس میں آپ براہ راست شامل ہیں۔

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله ورضوانه الخ

(ترجمہ) جو لوگ اول قبول اسلام کرنے والے ہیں۔ سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔ سب سے پہلے مدد کرنے والے ہیں اور جو ان کے پیروکار ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے ان کے واسطے اللہ نے باغات اور بہتی نہریں تیار کر رکھی ہیں"

اسی طرح جس آیت کریمہ میں خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے اس میں بھی آپ براہ راست شامل ہیں۔

علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ کے بارے میں کامیابی کامرانی اور رشد و ہدایت کا کھلا اعلان ہے۔ جس کے باعث یہ تمام احکامات اور اعلانات آپ کی عظمت پر شاہد ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی احادیث

۱)۔۔۔ اما ترنی یاعلی ان تکون منی بمنزلہ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (بخاری شریف ج ۱ صفحہ ۵۲۶)

۲)۔۔۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

۳)۔۔۔ حضرت عمر فاروق کا قول ملاحظہ ہو!

عن عمرؓ قال ما احد احق بھذا الامر من ھٰؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ ﷺ و ھو راض فسمی علیاؓ و عثمانؓ والزبیرؓ وطلحہؓ و سعدؓ و عبدالرحمٰنؓ

حضرت عمرؓ نے فرمایا علیؓ عثمانؓ زبیرؓ طلحہؓ سعدؓ عبدالرحمٰنؓ سے بہتر کوئی شخص نہیں کیونکہ یہ وہ افراد ہیں جن سے نبی ﷺ راضی ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

فضائل علی رضی اللہ عنہ کا مختصر خاکہ

1)۔۔۔ حضرت علیؓ ماں اور باپ دونوں طرف سے حضور ﷺ کے رشتہ دار ہیں۔

2)۔۔۔ حضرت علیؓ / آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ آنحضرت ﷺ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ آپ کی زوجہ تھیں۔

3)۔۔۔ ہجرت کی شب آپؓ آنحضرت ﷺ کے بستر مبارک پر آرام فرما ہوئے۔

4)۔۔۔ آپ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

5)۔۔۔ آپ کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

"علی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں"

6)..... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے فرائض انجام دیئے۔

7)..... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

8)..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

9)..... دیگر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ آپ غسل نبوی کی سعادت میں شریک ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے علی میری امت میں تیری مثال عیسیٰؑ بن مریم کی ہے جس کے ساتھ یہودیوں نے دشمنی میں غلو کیا اور عیسائیوں نے محبت میں غلو کیا لیکن صرف مسلمانوں نے ان سے خدا کی طرف سے بیان کردہ فضیلت کے مطابق پہچانا۔ تیری وجہ سے دو گروہ گمراہ ہوں گے لیکن جو میرے طریقے پر ہوگا وہی حق پر ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت ساڑھے پانچ سال تک ۲۲ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطے تک محیط رہا۔

آپؓ کے دور میں مسلمانوں کے مابین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے جنگ جمل اور جنگ صفین کے روح فرسا واقعات پیش آئے۔ تاہم حکومت و خلافت مصطفوی کی اصلی روح' عدل اجتماعی اور مساوات حقیقی' خلیفہ چہارمؓ کے دورِ حکومت میں مصطفوی شریعت اور خلفاء ثلاثہؓ کے منہاج پر قائم رہی۔

آپؓ نے خلافت اسلامیہ کے باب میں جس درخشندہ عہد کو فروغ دیا وہ حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے مشابہت اور مطابقت رکھتا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کی چیرہ دستیوں نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے گرد گھومنے والے ایک طبقے سے بیزار کر دیا تھا۔

حضرت اسد اللہ الغالبؓ کے دورِ حکومت کے اصول و ضوابط کو سمجھنے کے لئے گورنر

مصر کے نام لکھے جانے والے ایک خط پر غور کرنا ضروری ہے۔

حضرت علیؓ کی طرف سے ارسال کیا جانے والا یہ خط ایک طرف حکومتی اصولوں کا شاہکار ہے دوسری طرف خلافت راشدہ کے زریں عہد کا آئینہ دار ہے۔ یہ خط حضرت علی علیہ السلام کے نظام سلطنت کا روشن آئینہ ہے۔

"یہ ہے وہ وصیت جس کو اللہ کے بندے علی امیر المومنین نے مالک اشتر کو جب اسے مصر کا گورنر بنایا' روانہ کیا' تاکہ ملک کا خراج جمع کرے' اس کے دشمنوں سے لڑے' اس کے باشندوں کے فلاح و بہبود کا خیال رکھے' مالک کے تقویٰ اور اطاعت خداوندی کو مقدم رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ آدمی کی سعادت' خدا اور رسول کے فرائض و سنن کی بجاآوری میں ہے۔ اس سے انکار بدبختی ہے۔

رعایا میں دو قسم کے دو آدمی ہوں گے۔ تمہارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمہارے جیسے آدمی۔ لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں۔ جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے ہیں۔ تم اپنے عفو کا دامن خطاکاروں کے لئے اسی طرح پھیلا دینا' جس طرح تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہاری خطاؤں کے لئے اپنا دامن عفو و کرم پھیلا دے کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو' خلیفہ تمہارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم ہے۔ خلیفہ نے تمہیں گورنر بنایا ہے اور مصر کی ترقی و اصلاح کی ذمہ داری تمہیں سونپ دی ہے۔ خدا سے لڑائی نہ مول لینا کیونکہ آدمی کے لئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں۔ خدا کے عفو و رحمت سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ عفو پر کبھی نادم نہ ہونا۔ سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا' غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا' بلکہ جہاں تک ممکن ہو غصے سے بچنا اور غصے کو پی جانا۔

خبردار! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں اور اب میں ہی سب کچھ ہوں۔ سب کو میری تابعداری کرنی چاہئے۔ اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کے لئے بلاوا آتا ہے۔

وزراء اور مشیروں کے بارے میں حضرت علیؑ نے فرمایا!

بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرف داری کرے اور گناہوں میں ان کا ساجھی ہو۔ ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں' ان کی جگہ تمہیں ایسے آدمی مدد دیں گے جو عقل و تدبیر میں ان کے برابر ہوں گے مگر گناہوں سے ان کی طرح برے نہ ہوں گے۔ نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔ یہ لوگ تمہیں کم تکلیف دیں گے۔ تمہارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے اور گناہ سے اپنے سب رشتے کاٹ دیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو تم صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمہاری نگاہوں میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کرسکتے ہوں جو خدا اپنے بندوں کے لئے ناپسند فرما چکا ہے۔ اہل تقویٰ و صدق کو اپنا مصاحب بنانا۔ انہیں ایسی تربیت دینا کہ تمہاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں غرور پیدا ہوتا ہے اور تمہارے سامنے نیکوکار اور خطاکار برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے اور تمہیں جاننا چاہئے کہ رعایا میں اپنے حاکم کے ساتھ حسن ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ حاکم رعایا پر رحم و کرم کی بارش کرتا رہے۔ اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کے بس سے باہر ہو۔ یہ اصول تمہارے لئے کافی ہیں' اس سے رعایا کا حسن ظن تمہیں بہت سی مشکلوں سے نجات دے گا۔

خود تمہارے حسن ظن کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں جو تمہارے امتحان میں سب سے اچھے اتریں۔ اسی طرح تمہارے سوء ظن کے بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش میں سب سے برے نکلیں۔

فوج کے بارے میں حضرت علیؓ کی ہدایات

اپنی فوج کے معاملے میں ہوشیاری سے کام لینا۔ انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمہارے خیال میں اللہ و رسولؐ کے اور تمہارے امام کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں' صاف دل ہوں' ہوشمند ہوں' جلد غصے میں نہ آجاتے ہوں۔ عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں' کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں' زبردستوں پر سخت ہوں نہ سختی انہیں جوش میں لے آتی ہو نہ کمزوری انہیں بٹھا دیتی ہو۔

عدالت کے معاملات میں فرمایا:

مشتبہ معاملات پیش آئیں اور تمہاری بصیرت و علم کام نہ دے تو انہیں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانا کیونکہ خدا مسلمانوں کی ہدایت کے لئے فرماتا ہے۔

یا ایها الذین امنوا اطیعو الله و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم۔ الخ

اللہ کی طرف معاملے کو لوٹانا یہ ہے کہ کتاب محکم اور نص صریح کی طرف لوٹا جائے اور رسول کی طرف لوٹانا یہ ہے کہ جامع سنت نبوی کو لیا جائے نہ کہ اسے جس میں اختلاف پڑ گیا ہے۔

پھر ملک میں انصاف قائم کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں سب سے افضل ہوں۔ ہجوم معاملات سے تنگ دل نہ ہوتے ہوں۔ اپنی غلطی پر اڑے رہنا ہی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے پر باطل ہی سے چپٹے نہ رہتے ہوں۔ طماع نہ ہوں۔ اپنے فیصلوں پر غور کرنے کے عادی ہوں۔ فیصلے کے وقت شکوک و شبہات پر رکنے والے ہوں۔ صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں۔ مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں۔ واقعات کی تہہ تک پہنچنے سے جی نہ چراتے ہوں اور حقیقت کھل جانے پر اپنے فیصلے میں بے باک اور بے لاگ ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہوں جنہیں نہ تعریف بے خود کر دیتی ہو نہ چاپلوسی مائل کر سکتی ہو۔ مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

تمہارا فرض ہے کہ قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو۔ اپنے دربار میں انہیں ایسا درجہ دو کہ تمہارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ ڈالنے یا انہیں نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہو سکے۔ قاضیوں کو ہر قسم کے خوف سے بالکل آزاد ہونا چاہیے۔

گورنروں کے نام خط میں آپ نے یہ بھی فرمایا!

عمال حکومت کے معاملات پر بھی تمہیں نظر رکھنا ہوگی۔ اخراجات کی جانچ پڑتال کرنا ہوگی۔ رو رعایت سے یا صلاح و مشورے کے بغیر کسی کو عہدہ نہ دینا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم و خیانت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اچھے گھرانوں اور سابقین اسلام کے خدمت گزاروں میں تجربہ کار اور باحیا لوگوں ہی کو منتخب کرنا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہیں۔ طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ عہدے داروں کو بہت اچھی تنخواہیں دینا۔ اس سے یہ لوگ اپنی حالت درست کرسکیں گے اور حکومت کے اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس پر بھی حکم عدولی کریں یا امانت میں خلل ڈالیں تو تمہارے پاس ان پر حجت ہوگی مگر ضروری ہے کہ ان کاموں کی جانچ پڑتال کرتے رہنا۔ نیک لوگوں کو مخبر بنا کر ان پر چھوڑ دینا۔ یہ اس لئے کہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ خفیہ نگرانی بھی ہو رہی ہے تو امانت داری اور رعایا سے مہربانی میں اور زیادہ چست ہو جائیں پھر اگر ان میں سے کوئی شخص خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوسوں سے تصدیق ہو جائے تو بس یہ شہادت کافی ہے۔ تم بھی سزا کا ہاتھ بڑھانا جسمانی اذیت کے ساتھ خیانت کی رقم بھی اگلوا لینا۔ خائن کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور پوری طرح اسے رسوا کر ڈالنا۔"

(از کتاب علی ابن ابی طالب صفحہ ۱۷۳)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تاریخ ساز خط بلاشبہ حکومت و امارت اور خلافت و سلطنت کے باب میں عظیم الشان شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

عہد حاضر کے حکمران اگر حضرت علیؓ کی ان ہدایات کی پاسداری کرلیں تو ان کی حکومتیں صحیح معنی میں اسلامی فلاحی اور عوامی حکومتیں بن سکتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

خوارج نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ایک ہی دن ایک ہی وقت مقرر کیا۔ منصوبہ سازوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ عبدالرحمن ابن ملجم پر ڈالا۔ اس بدبخت نے رمضان کے مبارک مہینے میں ۲۱ رمضان المبارک صبح فجر کے وقت امیر المومنین اسد اللہ، حیدر کرار، سلسلہ تصوف کے امام، داماد نبی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہوئے۔ شہید کرڈالا اور اپنے دو پیش رووں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح اسلام کے یہ خلیفہ چہارم بھی جام شہادت نوش کر کے سرفرازی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور فرمان ربانی کے مطابق حیات جاودانی کے حق دار ٹھہرے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طرز خلافت و زندگی ہر مسلمان کے لئے نمونہ ہے خاص طور پر ان کے لئے جو محب علی رضی اللہ عنہ واہل بیت ہونے کے دعویدار ہیں۔ اگر آج بھی وہ لوگ خلیفہ چہارم کی تعلیمات اور زندگی کے مطابق عمل کرتے ہوئے مخالفت ثلاثہ رضی اللہ عنہ واصحاب رسول کی بجائے اطاعت ثلاثہ و محبت اصحاب رسول کا اصول اپنالیں اور جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی عزت و احترام کے قائل تھے اور ان کی اتباع کرتے تھے اور انہیں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اور سچے جانشین خیال کرتے تھے یہ طبقہ بھی اسی طرح ان کو اپنی عقیدت کا مرکز و محور بنالے تو امت مسلمہ میں شامل ہو کر اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتا ہے۔

خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے دلنشیں اقوال مبارک

- ...... خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔
- ...... عقیدہ میں شک رکھنا شرک کے برابر ہے۔
- ...... ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات سے ہے۔
- ...... موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔
- ...... عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔
- ...... دوستی ایک خود پیدا کردہ رشتہ ہے۔
- ...... گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا

ہے۔

...... فاسق کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں۔

...... آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

...... معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔

...... سچائی میں اگرچہ خوف ہے مگر باعث نجات ہے اور جھوٹ میں گو اطمینان ہے مگر موجب ہلاکت ہے۔

...... غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔

...... تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے اور عقلمند وہ ہے جو ان میں ترقی کرتا رہے۔

جلدی سے معاف کرنا انتہائی شرافت اور انتقام میں جلدی کرنا انتہائی رذالت ہے۔

...... علماء اس لئے غریب و بیکس ہیں کہ جاہل لوگ زیادہ ہیں جو ان کی قدر نہیں سمجھتے۔

...... شریف کی پہچان یہ ہے کہ جب کوئی سختی کرے تو سختی سے پیش آتا اور جب اس سے کوئی نرمی کرے تو نرم ہو جاتا ہے اور کمینے سے جب کوئی نرمی کرے تو سختی سے پیش آتا اور جب کوئی سختی کرے تو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔

...... علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

...... آدمی اگر عاجز ہو اور نیک کام کرتا ہے' تو اس سے اچھا ہے کہ قوت رکھے اور برے کام نہ چھوڑے۔

...... حرام کاموں سے نفس کو روکنا بھی صبر کی دوسری قسم ہے۔

...... جو شخص اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جان بھی بھلا دیتا ہے۔

...... بخیل دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرے گا اور عاقبت میں امیروں کا سا حساب بھگتے گا۔

...... ہمسایہ کی بدخواہی اور اقارب کے ساتھ برائی انتہائے شقاوت ہے۔

...... تیرے مال میں سے تیرا حصہ تو صرف اتنا ہے جسے تو نے آخرت کے لئے پہلے

بھیج دیا اور جسے تو نے دنیا میں چھوڑ دیا' وہ تیرے وارثوں کا ہے۔

- ...... اگر تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کو مخفی رکھ اور جب تیرے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کو ظاہر کر۔
- ...... غیبت کا سننے والا غیبت کرنے والوں میں داخل اور برے کام پر راضی ہونے والا گویا اس کا فاعل ہے۔
- ...... جب تک کسی شخص کا پوری طرح حال معلوم نہ ہو' اس کی نسبت بزرگی کا اعتقاد نہ رکھ۔
- ...... جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو' اسے حقیر نہ سمجھ۔
- ...... تھوڑا علم فساد عمل کا موجب ہے اور صحت عمل علم پر منحصر ہے۔
- ...... اپنا واجبی حق لینے میں کبھی کوتاہی نہ کرو۔ البتہ دوسرے کے غصب حقوق سے بچو۔
- ...... امن کی طرف راستہ مل جانے کی صورت میں خوف کی حالت میں مقیم رہنا نادانی ہے۔
- ...... فسق و فجور کے مقامات سے دور رہ کہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام اور اس کے عذاب کے محل ہیں۔
- ...... ایک دفعہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ہم دس آدمی ہیں اور سوال ایک ہی ہے' مگر جواب جداگانہ چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! ہاں کہو! اس نے یہ سوال پیش کیا "علم بہتر ہے یا مال" آپؓ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا۔

(1).... علم اس لئے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔

(2).... علم اس لئے کہ مال فرعون وہامان کا ترکہ ہے اور علم انبیاءؑ کی میراث ہے۔

(3).... علم اس لئے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم ترقی کرتا ہے۔

(4)..... علم اس لئے کہ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہو جاتا ہے، مگر علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

(5)..... علم اس لئے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ ہے، علم کو نہیں۔

(6)..... علم اس لئے کہ صاحب مال کبھی بخیل بھی کہلاتا ہے، مگر صاحب علم کریم ہی کہلاتا ہے۔

(7)..... علم اس لئے کہ اس سے دل کو روشنی ملتی ہے اور مال سے دل تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔

(8)..... علم اس لئے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے دعویٰ خدائی کیا، مگر کثرت علم سے رسول پاک ﷺ نے "ما عبدناک حق عبادتک" تک کہا۔

(9)..... علم اس لئے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہوتے ہیں مگر علم سے ہردلعزیزی حاصل ہوتی ہے۔

(10)..... علم اس لئے کہ یوم قیامت کو مال کا حساب ہو گا، مگر علم پر کوئی حساب نہ ہو گا۔